AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com/

Vol. 2, No. 1 (2025)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

زکوۃ کی ادائیگی مال تجارت اور قرض کی صورت میں: اسلامی تناظر میں جائزہ

PAYMENT OF ZAKAT ON MERCHANDISE AND LOAN: A RESEARCH STUDY ACCORDING TO ISLAMIC PERSPECTIVE

Nadia Farhad[1]
MPhil Scholar department of Islamic studies women university Mardan
Email: ainakhan2023@gmail.com
Irum Nawaz[2]
MPhil Scholar department of Islamic studies women university Mardan
Email: irumnawax489@gmail.com
Sana Bibi[3]
MPhil scholar department of Islamic studies women university Mardan.
Email: Yasirsana088@gmail.com

Abstract

Zakat, being one of the five pillars of Islam, plays a vital role in promoting eeconomics justice and equality. Traditionally, Zakat is paid in the form of cash or kind. However, with the evolution of trade and commerce, the question arises whether Zakat can be paid in the form of trade goods and loans. This paper explores the islam8c perspective on this issue, examining the opinions of various Islamic scholars and jurists. The study concluded that, under certain condition, Zakat can be paid in the form of trade goods and loan, providing a viable alternative for individuals and businesses seeking to fulfil their Zakat obligations. The conditions include that the trade goods or loans must be of equivalent value to the zakat payable, and that the recipient must be eligible to receive zakat. The study also highlights the benefits of paying zakat in the form of trade goods and loans, including increased flexibility and convenience for the payer, and increased benefits for the recipient. This paper Explore the Islamic rulings and condition surrounding zakat payment trades goods and loans. Islamic scholars of thought provide varying perspective on the permissibility and recommendation for paying zakat in trade goods and loans. This paper provide clarity on the Islamic guideline for alternative zakat payment methods.

Key Words: Zakat, Trade Goods, loans, Islamic Finance, Economics Justice.

زکوۃ کی لغوی تعریف:

زکوۃ کا لفظ لغوی اعتبار سے دو معنوں کا حامل ہے۔اس کا ایک معنی پاکیزگی، طہارت اور پاک صاف کرنے یا ہونے کے ہے۔اور دوسرا معنی نشو نما اور بالیدگی کا ہے۔ جس میں کسی چیز کے بڑھنے، پھلنے پھولنے اور فروع پانے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ زکوٰت کے پہلے معنی جو پاکیزگی اور طہارت پر دلالت کرتا ہے کی وضاحت میں قرآن کریم کا یہ ارشاد محل عورو فکر ہے[1]۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰهَاۙ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَاؕ[2]

"تحقیق جس نے تزکیہ نفس کیا وہ کامیاب ہوا اور جو معصیت میں مبتلا ہوا وہ خائب و خاسر ہوا'

اصطلاحی تعریف:

زکوٰت ایسا حق ہے جو مال میں واجب ہے، جسے فقیر یا اس کی مثل (یا اس کے علاوہ شریعت کے بتائے ہوئے) شخص کو ادا کہا جاتا ہے جبکہ وہ شرعی مانع کر ساتھ متصف نہ ہو۔ زکوٰت کی تعریف صاحب قاموس نے ان لفظوں میں کی ہے:((ما اخرجتہ من مالک یتطھر بہ))"اپنے مال کو پاک کرنے کی عرض سے جو مال آپ نکالیں وہ زکوٰت ہے[3]۔"

دینی اصطلاح میں زکوٰت ایسی مالی عبادت ہے جو ہر صاحب نصاب مسلمان پر اپنے مال کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی پر سینٹ نکالنا فرض ہے۔اور اسے نادار، غریب، یتیم اور مسکین کو ادا کیا جائے۔

AL-AASAR Journal Vol. 2, No. 1 (2025)
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com/
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

زکوٰت کی فرضیت

زکوٰت نماز کے بعد دوسرا اہم ترین رکن ہے۔ قرآن حکیم میں بیاسی مقامات پر اسکا حکم بیان ہوا ہے۔ قرآن حکیم نے بے شمار مقامات پر ان عوامل کی نشاندہی فرمائی ہے جو فرضیت زکوٰت کا سبب بنے۔ اللہ تعالی براہ راست اہل ایمان سے مخاطب ہو کر یوں ارشاد فرماتے ہے[4]۔

یاایُّھاالَذِیْنَ آمَنوُاانْفِقوْا مِمّارَزَقْنٰکُمْ[5]

"اے ایمان والوں ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو تمھیں دیا گیا ہے"

دوسرے جگہ ارشاد فرمایا : ھُدَی لَلْمُتّقیْنَ اَلَذْیْنَ یُوْمِنُونَ با الغیْبِ وَیُقیمونَ الصّلوٰۃَ وَمِمّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقونْ[6]

"متقین کے لئے ہدایت ہے جو عیب پر ایمان رکھتے ہے، نماز قائم کرتے ہے اور ہم نے انھیں جو رزق دیا اس میں اس میں سے خرچ کرتے ہیں"

یا ایُّھا الذِیْنَ آمَنُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ ما کَسَبْتُمْ[7]

زکوٰت کی اہمیت

زکوٰت اسلام کا ایک بنیادی اور اساسی رکن اور اہم ترین فرئضہ ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰت کا یہ فرئضہ صرف اسلام میں نہیں بلکہ اللہ ے تعالی کے تمام پیغمبروں کی شریعتوں میں رہا ہے۔ اور ان سب کو اور ان کے امتوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں اکثر مواقع پر نماز کے ساتھ اس کا بھی ذکر کیا گیا ہے[8]۔ جیسے فرمایا اَقیمو الصّلٰوتَ وَاٰتوُالزّکٰوتَ[9] "نماز قائم کرو اور زکوٰت ادا کرو" عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے جب معاذ بن جبل کو یمن کا قاضی و حاکم بنا کر بھیجا تو ان سے فرمایا کہ یمن والوں کو پہلے اس بات کی دعوت دو کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دیں، اور اگر وہ اس کو مان لیں تو بتاو کہ اللہ نے ان پر پانچ نمازیں ہر دن اور رات میں فرض کی ہیں، اور اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کو بتاو کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوٰت فرض کی ہیں جو ان کے مالداروں دے لی جائے گی اور ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی'[10]۔ قرآن نے اسلامی ریاست میں صاحبان اقتدار واختیار کے منصبی فرائض گنوارتے ہوئے ارشاد فرمایا اَلذِّیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ وَاَقَامُوالصَّلٰوتَ وَاٰتَوُالزّکَاتَ وَاَمرُوْ بِالْمَعْرُوفِ وَنَھَوْ عَنِ الْمُنْکَرِ[11]

"یہ اہل حق وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انھیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز کا نظام قائم کرے اور زکوٰت کی تلقین کرے اور نیک کاموں کا حکم دیتے ہے اور برے کاموں سے روکتے ہے"

مصارف زکوٰت

قرآن کریم نے زکوٰت کے آٹھ مصارف بیان کئے ہیں۔

اِنَّمَاالصّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنَ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْھَا وَالْمُؤَلَّفَۃِ قُلُوْبُھُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ وَفِی سَبِیْلِ اللہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیضَۃً مِنَ اللہِ وَاللہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ[12]

"صدقات تو فقیروں مسکینوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو صدقات کے کام پر مقرر ہوں، اور ان کے لئے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں، اوت قرض داروں کی مدد کرنے میں، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کی دیکھ بال میں یہ اللہ کی طرف سے ایک فرئضہ ہے، اور اللہ تعالی سب کچھ جاننے والا اور بڑا دانا اور بینا ہے۔"

فقیر: فقیر سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی ضروریات زندگی میں دوسروں کی مدف کا محتاج ہو، خواہ جسمانی نقصان یا بڑھاپے کی وجہ سے ہو اور یہ محتاجی مستقل ہو یا عارضی طور پر۔

مسکین: مسکین کے معنی عاجزی درماندگی اور بی چارگی کی ہیں، اسلئے مسکین ایسے شخص کو کہیں گے جو عام خاجت مندوں سے زیادہ درماندہ ہو۔ مسکین فقیر سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ حدیث کی رو سے ایسے لوگ خصوصیت سے مستحق زکات ہوتے ہیں جو انتہائی ضرورتمند اور مفلوک الحال ہونے کے باوجود کسی کے سامنے زبان نہیں کھولتے۔

عاملین: عاملین سے مراد وہ لوگ ہیں جو سرکاری طور پر صدقات اور زکوٰت کے نظام پر مامور ہوں۔

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مولفۃ القلوب: تالیف قلب کی معنی دلجوئی کے ہیں۔ یہاں خاص ان لوگوں کی دلجوئی مراد ہے جو بلا وجہ اسلام کی مخالفت میں سر گرم رہے ہو۔ان کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے مستقل یا عارضی طور پر وظائف مقرر کر دیئے جائیں تا کہ وہ کفر کی طرف پلٹنے کی بجائے اسلام میں پختہ اور اس کی فرمانبر دار بن جائے۔

فی الرّقاب: گردن چھڑانے کا مطلب غلام کی قیمت ادا کر کے آزاد کرا دینا ہے۔ کوئی غلام اپنی آزادی کے لئے اگر اپنے مالک سے یہ طے کر لے کہ اپنی آزادی کے بدلے میں اتنا روپیہ دونگا اور مالک یہ روپیہ لینے کے لئے تیار ہو جائے تو زکوت کے پیسوں سے اس غلام کی مدد کی جا سکتی ہے۔ تا کہ اس کے بدلے میں وہ آزاد ہو جائے۔

غارمین: ایسے مقروض لوگ جس کے پاس اگر چہ روپیہ ہے لیکن اگر وہ اس روپیہ کو قرض میں ادا کر دیں تو ان کا روپیہ نصاب سے کم رہ جائے گا۔ تو ایسے مقروض حضرات کو بھی زکوت دی جا سکتی ہے۔

فی سبیل اللہ: اس سے مراد ہے کہ جہاد کرنے والوں پر زکوت کی رقم خرچ کی جائے اور ان کے لئے ضرورت کی چیزیں خریدی جائیں۔

ابن السبیل: وہ شخص جس کے پاس سفر میں مال نہ ہوا گرچہ گھر میں اس کے پاس مال موجود ہو لیکن حالت سفر میں وہ تہی دست ہو اور مدد کا محتاج ہو تو اس کی زکوت سے مدد کی جا سکتی ہے[13]۔

زکوت کے واجب ہونے کی شرطیں

1۔ مسلمان ہونا، کافر پر زکوت فرض نہیں۔

2۔ بالغ ہونا، نابالغ پر زکوت فرض نہیں۔

3۔ عاقل ہونا مجنون پر زکات فرض نہیں نہ اس پر جس کے دماغ میں کوئی مرض پیدا ہو گیا ہو اور اس سبب سے اس کے عقل میں فتور آ گیا ہو۔

4۔ زکوت کی فرضیت سے واقف ہونا یا دار الاسلام میں ہونا۔

5۔ آزاد ہونا، غلام پر گو وہ مکاتب یا ماذون ہو اس پر زکوت فرض نہیں۔

6۔ ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا جو ایک سال تک قائم رہتی ہو۔ جو چیز ایک سال تک قائم نہ رہتی ہو جیسے ککڑی، خربوزہ، تربوزہ اور باقی ترکاریاں وغیرہ اس پر زکوت فرض نہیں۔

7۔ اس مال پر مکمل ایک سال گزرا ہوا ہو۔ ایک سال گزرے ہوئے بغیر زکوت فرض نہیں۔

8۔ نصاب کا سال کے شروع اور آخر میں پورا ہونا چاہیئے۔ سال کے درمیان میں کم ہو جائے ہاں اگر سال کے شروع یا آخر میں نصاب کم ہو جائے تو پھر زکوت فرض نہ ہو گی۔

9۔ اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جس کا مطالبہ بندوں کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

10۔ مال کا اپنے یا اپنے وکیل کے ملک وقبضہ میں ہونا۔ ملک وقبضہ میں جو مال نہ ہو۔ یا ملک میں ہو قبضہ میں نہ ہو یا قبضہ میں ہو ملک میں نہ ہو اس پر زکوت فرض نہیں۔

11۔ ان تین وصفوں میں سے ایک وصف کا مال میں پایا جانا (1) نقدیت (2) سوم (3) نیت تجارت، سونے اور چاندی میں نقدیت پائی جاتی ہے۔ سائمہ جانوروں میں سوم پایا جاتا ہے۔

12۔ اس سال میں کوئی دوسرا حق مثل عشر یا خراج کے واجب نہ ہو۔ اگر عشر یا خراج اس مال پر ہو گا تو پھر اس پر زکوت فرض نہ ہو گی۔ کیونکہ دو حق ایک مال پر فرض نہیں ہوتے۔

13۔ وہ مال اپنی اصلی ضرورتوں سے زیادہ ہو۔ جو مال اپنی اصلی ضرورتوں کے لئے ہو اس پر زکوت فرض نہیں[14]۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ ثنا ابو اسامۃ حدّثنی الولید بن کثیر عن محمد ابن عبد الرحمن بن ابی صعصعۃ عن یحیٰ بن عمارۃ و عباد بن تمیم عن ابی سعید الخدری انہ سمع النبیؐ یقول لا صدقۃ فیما دون خمسۃ اوساق من التمر ولا فیما دون خمس من الابل

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/

Vol. 2, No. 1 (2025)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم کو یہ فرماتے ہوئے سنا پانچ وسق سے کم کھجور میں زکوٰت نہیں اور نہ ہی پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں اور نہ ہی پانچ اونٹوں سے کم میں"[15]۔

زکوٰت دینے کا فائدہ اور نہ دینے کی سزا اور نقصان

فائدے:

اللہ تعالی فرماتے ہے کہ جو زکوٰت ادا کرتے ہیں وہی لوگ فلاح پاتے ہے۔ اور فرماتا ہے جو کچھ تم خرچ کروگے اللہ تعالی اس کی جگہ اور دے گا اور اللہ بہتر روزی دینے والہ ہے۔

سزا اور نقصان:

"نبی کریم نے فرمایا جو مال برباد ہوتا ہے وہ زکات ادا نہ ہونے سے برباد ہوتا ہے۔ زکوٰت دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور صدقہ کے ذریعے اپنے بیماروں کا علاج کرلو اور بلا نازل ہونے پر دعا اور تضرع سے استعانت کرو اور فرمایا کہ اللہ نے چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کریگا وہ انہیں کچھ کام نہ دیں گی جب تک پوری چاروں کو نہ بجالائیں وہ چاروں یے نماز، روزہ، زکوٰت اور حج۔ اور فرمایا جو زکوٰت نہ دیں اس کی نماز قبول نہ ہو گی"[16]۔

وَلذّين يَكنِزُونَ الذّهَب والفِضّة وَلا يُنفِقو نهَا فِي سَبيل اللهِ فَبَشّرِهُم بِعذاب اليم يَومَ يُحمٰي عَلَيهافِي نار جَهَنّم فَتُكوٰى بِهاجِباهُهُم وَجُنُوبَهُم وَظُهُورهُم هٰذاما كنزتُم لِانفُسِكُم فذوقواما كُنتُم تَكنِزُونَ[17]

"جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ جس دن یہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور گردنیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کیا تھا اب اس کا مزہ چکھو"

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتاہ اللہ مالا فلم یؤد زکوٰت مثل لہ یوم القیامۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ثمہ یاخذ بلھزمیہ یعنی بشدقیہ ثمہ یقول انا مالکم انا کنزتم

"حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جسے اللہ رب العزت نے مال عطا کیا اور اس مال کی زکوٰت اس نے ادا نہ کی ہو تو قیامت کے دن وہ مال گنجا سانپ کی شکل میں لایا جائے گا جس کے سر پر دو سیاہ سینگ ہوں گے۔ قیامت کے دن اس کا طوق بنایا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں"[18]۔

زکوٰت ادا کرنے کے آداب

جب اللہ تعالی کے نام پر دیا جارہا ہے تو اچھا مال جہاں تک ممکن ہو دینا چاہیئے۔ لیکن مطلب یہ نہیں کہ اچھا دیا نہ جائے اور خراب اس وجہ سے نہ دے، بس خذف ہی ہو جائے۔ اگر عمدہ کی توفیق نہ ہو تو نہ دینے سے گھٹیاں دینا بہتر ہے۔ ردی مال زکوٰت میں دینا زکوٰت نہ دینے کی ہی ایک قسم ہے۔ اللہ نہ تو بہترین مال کا مطالبہ کرتا ہے اور نہ گھٹیاں مال کی اجازت دیتا ہے۔ بلکہ متوسط مال کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہی زکوٰت کے ادا کرنے کا اصل ضابطہ ہے۔ امام غزالی فرماتے ہے کہ زکوٰت کو جو شخص آخرت کے واسطے ادا کرنا چاہے اس کے لئے کچھ آداب ہیں، کچھ قواعد ہیں ان کی رعایت کرنا چاہیئے۔ امام غزالی نے آٹھ ادب ذکر فرمائے ہیں:

پہلا ادب: سب سے پہلی چیز تو یہ سمجھنے کی ہے کہ آخر زکوٰت کیوں واج ہوئی۔ کیوں اس کو اسلام کا رکن قرار دیا گیا۔

دوسرا ادب: دوسرا ادب زکوٰت کی ادائیگی کے وقت کے اعتبار سے ہے۔ کہ اس کی ادائیگی وقت پر کرے کہ اس میں اللہ تعالی کے احکام میں رجحت کا اظہار ہے۔ اور فقراء کے دلوں میں مسّرت کا پیدا کرنا ہے۔

تیسرا ادب: تیسرا ادب یہ ہے کہ مخفی طریقہ سے زکوٰت کا ادا کرنا۔ اسلئے کہ اس میں اظہار شہرت سے امن اور لینے والے کی پردہ پوشی ہے اور اس کو ذلت سے بچانا ہے۔

چھوتا ادب: چھوتا ادب یہ ہے کہ اگر کوئی دینی مصلحت اظہار کی ہو مثلاً دوسروں کو ترغیب مقصود ہو۔ یا اس کے فعل کا اتباع دوسرے لوگ کرتے ہوں یا کوئی اور دینی مصلحت ہو تو اس وقت اظہار افضل ہو گا۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پانچواں ادب: یہ ہے کہ مَنّ واذیٰ سے اپنے صدقے کو برباد نہ کرے۔ من کے معنی احسان رکھنے کے ہیں۔یعنی جس پر صدقہ کیا ہے اس پر اپنے صدقے کا احسان جتائے۔اور اذیٰ کے معنی تکلیف کے ہیں۔یعنی اس کو کسی اور طرح کی اذیت اس گھمنڈ پر نہ پہنچائے کہ یہ اپنا دست نگر ہے، محتاج ہے یا میں نے زکوٰت دے کر اس پر احسان کیا ہے۔

چھٹا ادب: اپنے صدقے کو حقیر سمجھے۔اس کو بڑی چیز سمجھنے سے عجب پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جو بڑی ہلاکت کی چیز ہے اور نیک اعمال کو برباد کرنے والی ہے۔

ساتواں ادب: ساتواں ادب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے بالخصوص زکوٰت کے ادا کرنے میں جو اس کا ایک اہم حکم اور فریضہ ہے، بہتر سے بہتر مال خرچ کرے۔اس لئے کہ اللہ تعالی خود طیب ہیں ہر قسم کے عیب سے پاک ہیں اس لئے پاک مال کو ہی قبول فرماتے ہیں۔

آٹھواں ادب: آٹھواں ادب یہ ہے کہ زکوٰت کا مقصد صرف انفرادی مدد نہیں بلکہ معاشرتی بہتری بھی ہے،اسلئے اس کا استعمال اجتماعی فائدے کے لئے ہونا چاہیئے[19]۔

زکوٰت کی ادائیگی مال تجارت اور قرض کی صورت میں

زکوٰت کی ادائیگی مال تجارت کی صورت میں:

مال تجارت

مال کے لغوی معنی جھکنے،ایک طرف مڑ جانے اور خم کھانے کے ہیں۔یہ لفظ "م" اور "ل" کا مجموعہ ہے اور اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ایسی شے جو کسی کی ملکیت میں ہو۔اس کے علاوہ یہ لفظ کئی اور مفاہیم میں بھی استعمال ہوتا ہے[20]۔

فقہاء کرام نے مال کی تعریف عام طور پر ان الفاظ میں کی ہے:

المال ما یمیل الیہ الطبع ویمکن ادخارہ لوقت الحاجۃ والمالیۃ تثبت بتمول الناس کافۃ او بعضھم[21]

"مال وہ چیز ہے جس کی طرف انسانی طبیعت مائل ہو۔اور اس کا مشکل وقت کے لئے جمع کیا جانا بھی ممکن ہو۔اور مالیت تمام لوگوں یا بعض لوگوں کے متمول ہونے سے ثابت ہو جاتی ہے۔" تجارت اپنے اندر کثیر معنی و مفاہیم لئے ہوئے ہے۔عرف عام میں عام لین دین، کاروبار، دوکانداری، سوداگری، گھریلوں اشیاء کی خرید و فروخت، دیگر اشیاء کی لین دین اور بیوپاری تجارت شامل ہیں۔عربی زبان میں اسے بیع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے[22]۔لفظ تجارت قرآن کریم میں مختلف مقامات پر آیا ہے جیسے کہ اللہ کا ارشاد ہے:

یاایّھاالذین آمنواھل ادُلّکم علی تجارۃٍ تُنجیکُم مِّن عذابِ الیم[23]

"مومنوں تم کو ایسی تجارت بتاو جو تم کو عذاب الیم سے نجات دیں"

اقسام تجارت

تجارت کی دو بڑی قسمیں ہیں

1۔داخلی تجارت

2۔خارجی تجارت

1۔داخلی تجارت

1: داخلی تجارت وہ بیع و شراء ہے جو موجودہ مال پر لوگوں کے سامنے ہوتی ہیں اور ان کی خرید و فروخت اندرون ملک ہوتی ہے۔

2۔خارجی تجارت

جبکہ خارجی تجارت یا بین الاقوامی تجارت سے مراد باہر ممالک سے مال منگوانا اور بھیجنا ہوتا ہے۔

دونو اقسام میں اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔اسی بنیاد پر ایک مشروع تجارت اور دوسرا فاسد تجارت قرار پاتی ہے۔مشروع تجارت کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا گیا ہے جبکہ فاسد تجارت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں[24]۔اسی طرح تجارت اگر اسلامی اصولوں کے مطابق ہو تو اسے اسلامی تجارت کہتے ہیں۔اخلاق اور اخلاقی تحفظات

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سے اسلامی تجارت کی رہنمائی ہوتی ہے۔اسلامی تجارت کے مرکز میں قرآن اور پیغمبر اسلام سے ماخوذ اصول ہیں۔ حلال اور حرام کا تصور ان اصولوں کا مرکز ہے، جو تجارتی لین دین میں قابل قبول اور ممنوع کی وضاحت کرتا ہے۔ مذید یہ کہ اسلامی تجارت میں مختلف قسم کے لین دین شامل ہے جو ان اصولوں پر کاربند ہیں۔اسلامی نقطہ نظر سے اسلامی تجارت کی دو قسمیں ہے حلال تجارت اور حرام تجارت

1۔ حلال تجارت

اسلام میں حلال رزق کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ ایمان لانے کے بعد تمام احکام پر عمل پیرا ہونے کے باوجود اللہ کی بارگاہ میں کوئی بھی تعمل قبولیت نہیں پاتا جب تک اس کا کھانا پینا حلال نہ ہو۔اللہ تعالی حلال ذرائع سے رزق حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ حلال تجارت سے مراد وہ لین دین ہے جو سود، جوا اور دھوکہ دہی وغیرہ سے پاک ہو۔

2۔ حرام تجارت

حرام تجارت میں سود، شراب، خنزیر کا گوشت اور اسی طرح خبیث لین دین شامل ہیں جس کی اسلام میں ممانعت ہیں[25]۔

مال تجارت وہ سامان جسے تجارت کی نیت سے خریدا گیا ہو اور یہ نیت تا حال برقرار ہو۔اگر کوئی چیز شروع سے تجارت کی نیت سے خریدی گئی تھی لیکن اب فروخت کرنے کی نیت ترک کر دی گئی ہو، تو وہ مال تجارت شمار نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی چیز ابتدا تجارت کی نیت سے نہیں خریدی گئی تھی لیکن اب فروخت کرنے کا ارادہ بن گیا ہے، تب بھی فقط تجارت کی نیت کرنے سے یہ چیز مال تجارت شمار نہیں ہوگی۔

مال تجارت پر زکوٰت فرض ہونے کی شرطیں

مال تجارت پر زکوٰت فرض ہونے کی دو شرائط ہیں:

1۔مال تجارت کی کل مالیت کا زکوٰت کے نصاب یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کو پہنچنا۔اگر کسی کی پاس سونا چاندی اور رقم ہے تو اس کی مالیت بھی اس کے مال تجارت میں شامل کی جائے گی۔

2۔اس مال پر پورا سال گزرے۔ سال گزارنے کا مطلب یہ ہے کہ جس تاریخ کو آدمی صاحب نصاب ہوا ہو، اگر اگلے سال اسی تاریخ کو وہ صاحب نصاب ہے (چاہے سال بھر میں اس کا مال کم ہوتا رہا ہو) تو بھی اس پر زکوٰت واجب ہوگی۔

تجارتی مال کی زکوٰت کے حساب کا طریقہ

تجاری مال کی زکوٰت میں قیمت خرید کا اعتبار نہیں ہے بلکہ قیمت فروخت کا اعتبار ہے۔یعنی زکات نکالتے وقت بازار میں سامان کو فروخت کرنے کی جو قیمت ہے اسی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوٰت ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن آپ صاحب نصاب ہو چاند کی وہ تاریخ نوٹ کر لیں، اور اگر صاحب نصاب ہوئے عرصہ گزر گیا ہو اور یہ اندازہ نہ ہو آپ چاند کی کس تاریخ کو صاحب نصاب ہوئے تھے، تو اندازے سے ایک تاریخ مقرر کر لیں (مثلاً یکم رمضان المبارک طے کر لیں کہ یہ آپکی زکوٰت کا سال مکمل ہونے کا دن ہے) پھر اپنے قابل زکوٰت اثاثوں کے ساتھ اسی دن پوری دکان کے قابل فروخت سامان کا جائزہ لے کر مارکیٹ میں قیمت فروخت کے حساب سے اس کی مالیت کی تعین کریں اور اس میں سے اپنے اوپر واجب الادا اخراجات مثلاً جو ادائیگی باقی ہیں یا دیگر قرض وغیرہ منہا کریں۔اور اس کے بعد جتنی مالیت بچے اس کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد زکوٰت ادا کر دیں۔ مثلاً موٹر سائیکل کے پرزوں کی ایک دکان ہے، تو جس دن آپکی زکات کا سال پورا ہوا اس دن بازار میں سامان تجارت (موٹر سائیکل کے پرزوں) کی جو قیمت فروخت ہوگی اس کا حساب کرکے مجموعی مالیت کا ڈھائی فیصد (چالیسواں حصہ) زکوٰت کے طور پر ادا کرنا واجب ہوگا۔اور اگر اس کے علاوہ ضرورت سے زائد نقد رقم یا سونا چاندی یا مارکیٹ میں جو وصولیاں ہو تو حساب کرتے وقت اس کی مالیت بھی شامل کی جائے گی۔ مثال کے طور پر مال تجارت (پرزوں کی قیمت) = 300000 ، اس کے علاوہ نقدیت= 50000، اسی طرح سونا اور چاندی کی قیمت=150000، کل مجموعی مالیت 150000+50000+300000، مجموعی مالیت چونکہ 500000 بنتی ہے۔جس سے نصاب کے مطابق زکوٰت ادا کیا جائے گا 12500 ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

زکوٰۃ کی ادائیگی قرض کی صورت میں

قرض لغوی تعریف

القرض عربی زبان کا لفظ ہے جو قرض یقرض ضرب یضرب کے وزن پر ہے اور اس کا معنیٰ ہیں کاٹنا۔ کسی جگہ سے گزر جانے کو بھی قرض کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف

اس کے اصطلاحی معنیٰ فقہاء نے اس طرح بیان کی ہیں کہ کسی چیز کا اس شرط پر دینا کہ اس کا بدل واپس کیا جائے[26]۔

قرض کے متعلق زکوٰۃ کے احکام قرض لینے اور دینے والے کی حیثیت پر مبنی ہیں۔ قرض دینے والا (قرض خواہ) جو پیسے سائل نے لوگوں کو قرض پر دیئے ہوئے ہیں اگر تنہا یا سونا چاندی یا سائل کے پاس دیگر موجود پیسوں یا مال تجارت کے ساتھ مل کر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو سائل پر زکوٰۃ کا سال پورا ہونے پر اسکی زکات فرض ہے۔ البتہ وصول ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے، اگر وصول ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دی تو بھی ادا ہو جائے گی، وصول ہونے کے بعد دوبارہ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ اور اگر سائل کو اپنا قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو یا وصول ہونے میں تردد ہو لیکن مقروض انکار نہ کر رہا ہو، یا مقروض انکار تو کر رہا ہو لیکن سائل کے پاس اس کے خلاف گواہ یا دلائل ہوں تو سائل پر ان پیسوں کی زکوٰۃ فرض ہے، البتہ وصول ہونے سے پہلے ادا کرنا لازم نہیں ہے بلکہ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا لازم ہوگا۔ اور جتنی رقم وصول ہوتی رہے گی صرف اتنی رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگی اور جو رقم باقی ہوگی اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی لازم نہں ہوگی، البتہ جب وصول ہوگی اس کی گزشتہ سالوں کی زکات بھی اس پر واجب ہوگی۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کسی شخص نے دوسرے کو قرض کی رقم قرض حسنہ کے طور پر دی ہوئی ہو، اور دوسرا شخص یعنی مقروض چاہے اس سے تجارت کرے یا ذاتی استعمال میں لائے۔ اور اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو تجارت کے لئے رقم بطور قرض فراہم کرے، اور دوسرے شخص سے اس رقم پر نفع بھی حاصل کرے تو اس طرح قرض دینا ناجائز ہے۔ اسلئے کہ قرض پر نفع لینا حرام ہے۔ اس صورت میں بھی قرض دینے والا مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اپنی اصل رقم پر زکوٰۃ ادا کرے گا، اور جو نفع لیا ہے اس کا بلا نیت ثواب صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

قرض لینے والا (مقروض)

اگر کسی شخص کے پاس قابل زکوٰۃ اموال موجود ہوں اور جتنی مالیت موجود ہے اتنی ہی مقدار میں اس شخص پر قرض بھی ہے، یا یہ مالیت کم ہے اور قرض زیادہ ہے۔ تو اس شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ اسی طرح اگر مقروض کے پاس اتنی مالیت ہو کہ قرض ادا کرنے کے بعد باقی مال نصاب کو نہیں پہنچتا بلکہ نصاب سے کم رہتا ہے تو اس صورت میں بھی نصاب سے کم مالیت پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مقروض ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد بقیہ مال نصاب کو پہنچتا ہو اور سال گزر چکا ہو تو اس صورت میں ایسے شخص پر قرض منہا کرنے کے بعد بقیہ مال کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ اگر مقروض شخص کے پاس قرض کی ادائیگی کے بعد باقی مال نصاب کے برابر یا نصاب سے زائد باقی بچتا ہے اور سال گزر چکا ہو تو اس پر اس بقیہ مال کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ اگر ادائیگی کے لئے نقد رقم فوری طور پر موجود نہ ہو اور قرض خواہ اپنے قرض کی وصولی کا مطالبہ کر رہے ہوں، تو اس صورت میں زکوٰۃ کی رقم کو کچھ عرصے کے لئے موخر کر سکتے ہیں، بلا وجہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر جائز نہیں۔ قرض کی ادائیگی میں جلدی نہ ہو یا قرض خواہوں کی جانب سے مطالبہ نہ ہو تو پہلے قرض کی علاوہ باقی مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے اور قرض کی رقم بعد میں دے دی جائے۔ اگر اس شخص کے پاس موجود مجموعی مال صرف قرض کے برابر ہو یعنی قرض ادا کرنے کے بعد اس کے پاس کچھ نہ بچتا ہو تو اس صورت میں زکوٰۃ لازم نہ ہوگی۔ اگر ایام قربانی میں بھی وہ نصاب موجود ہو جو اوپر ذکر کیا گیا ہے تو اس پر قربانی بھی واجب ہوگی۔

خلاصۃ البحث

زکوٰۃ اسلامی معاشرت کا ایک اہم رکن ہے جو مال کی پاکیزگی اور معاشرتی انصاف کے لئے ضروری ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کی مختلف صورتیں ہیں، جن میں سے مال تجارت اور قرض کی صورتیں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ زکوٰۃ اسلام میں فرض عبادت ہے جو مسلمانوں پر ان کے مال کی ایک مخصوص مقدار دینے کی صورت میں فرض ہے۔ اس کا مقصد غریبوں، یتیموں، مساکین اور معاشرتی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی مال تجارت اور قرض کی صورت میں ایک اہم مسلہ ہے جس پر مختلف فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر زکوٰۃ کا مقصد معاشرتی عدل وانصاف کو قائم رکھنا اور غریبوں کی مدد کرنا ہے۔ مال تجارت اور قرض کے حوالے سے زکوٰۃ کی مقدار مختلف

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com/

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فقہی آراء کی روشنی میں طے کیا جاتا ہے، اور مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنی مالی ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے ادا کریں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی مال تجارت اور قرض کی صورت میں معاشرتی ذمہ داری کا ایک حصہ ہے۔ اس کے ذریعے نہ صرف افراد کی مالی حالت بہتر ہوتی ہے بلکہ معاشرت میں تعاون اور مدد کا جذبہ بھی فروغ پاتا ہے۔ زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی اسلامی اصولوں کے مطابق، ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور اس کی ادائیگی سے معاشرت میں خوشحالی اور استحکام آتا ہے۔

References: حوالہ جات

1: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ارکان اسلام، منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور، 2004ء، ص:533۔

2: سورہ الشمس 91:9

3: حافظ عمران ایوب لاھوری، زکات کی کتاب، فقہ الحدیث پبلیکیشنز، 2005ء۔ ص:27۔

4: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، تعلیمات اسلام (ہدایات زندگی کا مختصر تعارف)، منہاج القرآن جاپان، ص225۔

5: سورہ البقرہ 2:354

: سورہ البقرہ 2:26

7: سورہ البقرہ 2:267

ص:20۔ 8: مولانہ مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی، زکات کے اہم اور جدید مسائل، الجامعہ اسلامیہ مسیح العلوم/بنگلور،

92: سورہ البقرہ 2:

: مولانہ مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی، زکوٰت کے اہم اور جدید مسائل، ص22

:11

: سورہ توبہ 6012:30

13: حکیم محمود احمد ظفر، معیشیت و اقتصاد کا اسلامی تصور، ادارہ اسلامیات، 190۔ انار کلی لاہور، 2006ء، ص:576

14: عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی، علم الفقہ، حصہ چہارم، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، 2008ء، ص:486

15: حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی، سنن ابن ماجہ، جلد اول، کتاب الزکات، ح1793۔

16: حضرت علامہ قاضی شمس الدین احمد جونپوری، قانون شریعت، مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی، ص:224

17: سورۃ التوبہ 34:30

18: صحیح بخاری، جلد188

لاہور، ص:19283: شیخ الحدیث مولانہ محمد زکریا کاندھلوی، فضائل صدقات مع حج، مشتاق بک کارنرز الکریم مارکیٹ اردو بازار

20: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقتصادیات اسلام، منہاج القرآن پرنٹرز، 2007ء۔ ص:312

21: ابن عابدین، ردالمختار علی دارالمختار، 3:4

22: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقتصادیات اسلام، ص:642

23سورہ الصف56:

24: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقتصادیات اسلام، ص:644۔

25: حافظ ذوالفقار علی، معیشیت و تجارت کے اسلامی اصول، ناشر، ابوھریرہ اکیڈمی، 2019۔ ص:131:

[26]: پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی، قرض کے فضائل ومسائل، دار النور اسلام اباد، ص:4